5

خوب محنت اور باہم تعاون کو اپنا شعار بنائیں

(فرمودہ ۶ فروری ۱۹۲۵ء)

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں اپنے احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ وہ اپنے اوقات کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ اور ان خزانوں کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیئے ہیں اور ان نعمتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو بخشی ہیں بند کر کے زنگ آلودہ نہ کریں اور جماعت کے لئے اور اشاعت سلسلہ میں بار نہ بنیں۔ مگر جہاں میرا یہ فرض ہے کہ میں نے دوستوں کو اور احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ نکمے نہ رہا کریں۔ کچھ کام کیا کریں اور یہ کہ سوال نہ کیا کریں اور نہ حالت سوال والی بنایا کریں کہ جس سے لوگ ان کو دکھ میں دیکھ کر مجبور ہو جائیں کہ ان کی مدد کریں۔ بلکہ میرے نزدیک سوال کے دو اور پہلو بھی ہیں اور ان پر بھی روشنی ڈالنا میرا فرض ہے۔

ایک پہلو تو یہ ہے کہ دنیا میں دو قسم کے انسان ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہوتے ہیں جو کہ وعظ اور نصیحت سے بات مان لیتے ہیں اور ایک وہ ہوتے ہیں کہ جو اپنی روحانیت میں اپنے اخلاق میں اور اپنی سمجھ میں اتنے گر گئے ہوتے ہیں کہ وعظ اور نصیحت ان پر کچھ اثر نہیں کرتی۔ ان کے دل مردہ ہوتے ہیں یا دل تو نہیں مرے لیکن مدتوں ایسی حالت میں رہنے کی وجہ سے ان کی ہمتیں پست ہو جاتی ہیں۔ استقلال طبیعت سے اٹھ جاتا ہے۔وہ نہایت گر جاتے ہیں ایسے لوگ وعظ اور نصائح سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ اسی طرح بہت بڑی تربیت اور تہذیب اور تعلیم چاہتے ہیں جس طرح کہ چھوٹے بچے تربیت تہذیب اور تعلیم کے محتاج ہوتے ہیں۔ ایک واعظ تو یہ کہہ کر آزاد ہو سکتا ہے کہ میں نے تو نصیحت کرنی تھی کر دی لیکن ماں باپ یا ایک تربیت کرنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے یہ بات اس کو کہدی تھی اور نصیحت کر دی تھی۔ بچہ جھوٹ بولتا ہے تو ماں باپ یہ کہکر آزاد نہیں ہو سکتے کہ انہوں نے بچے کو کہدیا ہے کہ جھوٹ بری چیز ہے۔ اگر بچہ چوری کرتا ہے تو ماں

باپ اس کو اتنا کہہ دینے سے آزاد نہیں ہو سکتے کہ چوری بری چیز ہے۔ بچے کو ان کا یہ کہہ دینا کہ لڑنا اور گالی دینا بری بات ہے یہ کافی نہیں ہو سکتا بلکہ ان کا فرض ہے کہ جھوٹ بولنا گالی دینا چوری کرنا ان سے چھڑوائیں۔ ماں باپ واعظ نہیں ہیں وہ مؤدب اور مربی ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ سختی سے کام لیں۔ ہاں معاونت ضروری ہے ورنہ اس کی ایسی ہی مثال ہو گی جیسے کوئی اپاہج کو کہے کہ زمین پر پاؤں رکھ کر چلا کرو۔ اس پر اس کو مجبور کرنا بالکل فضول بات ہے۔ اگر وہ اس کی بات کو مان بھی لے تو باوجود کوشش کے بھی وہ چل نہیں سکے گا۔ صرف اس کو چلنے پر مجبور کرنا ہی کافی نہیں بلکہ یہ بھی اس کا فرض ہے کہ اس کو سہارا دے کر چلائے یہاں تک کہ وہ خود چلنے لگے یا اس کی لاتوں پر مالش کی ضرورت ہے تو مالش کرے۔ بعض وقت معمولی مالش بھی کچھ فائدہ نہیں پہنچاتی اور وہ کھڑا نہیں ہو سکتا اس کے لئے مدتوں مالش کی ضرورت ہوتی ہے مہینوں میں کہیں جا کر طاقت آتی ہے۔ اس لئے مؤدب کے لئے معاونت اور سہارا دینا بھی ضروری ہوتا ہے۔ تو دنیا میں ایک واعظ اور ایک مربی اور مؤدب میں فرق ہوتا ہے۔ واعظ تو کہہ سکتا ہے کہ میں نے نصیحت کر دی تھی لیکن یہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے نصیحت کر دی تھی بلکہ ان کا فرض ہے کہ وہ خود کوشش کر کے مرض کا ازالہ کریں۔ پس ایک تو وہ لوگ ہیں کہ جن کو صرف کہہ دینا ہی کافی ہوتا ہے۔ لیکن دوسری قسم کے جو لوگ ہیں وہ صرف کہہ دینے سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ کوئی دوسرا ان کو سہارا نہ دے۔ اس کے بغیر ان کا مرض مٹ نہیں سکتا۔ ایسے کئی ہیں جو سستی کے باعث کوئی کام نہیں کرتے۔ لیکن اگر ان کو نصیحت کی جائے تو وہ نصیحت ماننے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ ان کو اتنا ہی کہہ دینا کافی ہوتا ہے کہ تمہاری یہ غلطی ہے۔ لیکن جو نصیحت مانتے ہی نہیں ان کے لئے زیادہ اصلاح اور انتظام اور نگرانی کی ضرورت ہے۔ بغیر اس کے ان کا علاج نہیں ہو سکتا۔ ایسے افراد کی کہ جو کوئی کام نہیں کرتے ان کی لسٹیں تیار کی جائیں اور دریافت کیا جائے کہ وہ کیوں کوئی کام نہیں کرتے۔ کئی تو ایسے ہیں کہ وہ حق رکھتے ہیں کہ بغیر کام کے ان کو گزارہ دیا جائے۔ جیسے نابینا یا ایسے اپاہج کہ جن کے لئے کام کرنا ناممکن ہے۔ ایسے لوگوں کو علیحدہ کر کے دوسروں کی فہرستیں تیار کر کے پھر ان کی اقسام بنائی جائیں۔ بعض تو ایسے نکلیں گے جو کام نہیں کر سکتے۔ ان میں طاقت نہیں، ضعیف ہیں۔ ان کی طاقت کے مطابق ان کو کوئی کام نہیں ملتا اور بعض ایسے نکلیں گے کہ جو کوئی پیشہ اور فن جانتے ہیں اور کر سکتے ہیں لیکن ان کا علم اور ان کا کام موجودہ حالت کے مطابق کام نہیں دے سکتا۔ اور بعض ایسے نکلیں گے کہ جو کام کر سکتے اور پیسے کما سکتے ہیں لیکن وہ کام کرنا نہیں چاہتے۔ ان کو کام کرنے پر مجبور کیا

جائے۔ اگر تسلیم نہ کریں تو جماعت کو ان کے بوجھ سے سبکدوش کیا جائے اور ان کی مدد نہ کی جائے۔ ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ آپ نے ایسے لوگوں سے جھولیاں چھنوالیں اور جبراً ان سے کام کروایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدمی مقرر کر دیئے تھے تا نکمے لوگوں کو دیکھا جائے ایسے لوگوں کو کام کرنے پر مجبور کیا جائے اور ان کے اس قسم کے عذر بالکل نہ سنے جائیں کہ ان کو ان کی شان کے مطابق کوئی کام نہیں ملتا۔ یا یہ کہ دس روپے میں ان کا گزارہ نہیں چلتا۔ حالانکہ اگر اس کا گزارہ تیس روپے میں چلتا ہے اور اس کو کوئی دس روپے آمد کا کام ملتا ہے تو وہ دس روپے کا کام کر کے دس روپے کا بوجھ جماعت سے ہلکا کر سکتا ہے۔ اگر تیس میں اس کا گزارہ چلتا ہے اور نوکری میں اس کو پانچ ملتے ہیں تو کم سے کم پانچ کا بوجھ تو جماعت سے اٹھ گیا۔ تیس کی بجائے پچیس کا بوجھ جماعت پر رہ گیا۔ اس کی پانچ روپے کی نوکری کو لینے سے گویا پانچ روپے ماہوار چندہ دینے والے کا جماعت میں اضافہ ہو گیا کیونکہ وہ پانچ روپے جماعت کو بچ جائیں گے۔ ہماری جماعت کے اسی روپے ماہوار تنخواہ پانے والے پانچ روپے چندہ دیتے ہیں۔ تو ایسا شخص جو جماعت پر تیس روپے کا بار بنا ہوا تھا وہ پانچ کی بھی اگر کوئی نوکری کر لیتا ہے تو گویا اسی روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والا جماعت میں داخل ہو گیا۔ اگر وہ دس کما سکتا ہے تو گویا ایک سو ساٹھ روپیہ تنخواہ پانے والا سلسلہ میں نیا داخل ہو گیا۔ اگر ایسے لوگوں میں سے دو پانچ پانچ کمانے لگ جائیں۔ تو گویا وہ اسی اسی روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والے نئے پیدا ہو گئے۔ اگر وہ دس دس روپے ماہوار کمانے لگ جائیں تو گویا وہ ایسے نئے شخص جماعت میں داخل ہو گئے جو ہر ایک ان میں سے ایک سو ساٹھ روپیہ کماتا ہے۔ اگر سو آدمی جن کا بار جماعت پر ہے اس قسم کے پیدا ہو جائیں کہ پانچ پانچ بھی اگر ماہوار کمانے لگ جائیں تو گویا پانچ سو روپے کے بار سے جماعت بچ گئی۔ اس لئے ان کا یہ عذر نہ سنا جائے کہ یہ معمولی کام ہے یا اتنے میں ان کا گزارہ نہیں ہوتا۔ تھوڑا ملے یا بہتا ملے ان کو کام پر مجبور کیا جائے۔ اگر وہ ایسا ہے کہ کام کر ہی نہیں سکتا تو اس کے لئے کوئی انتظام کیا جائے اور اگر کر سکتا ہے تو اس کے لئے کام مہیا کیا جائے اور جو کر ہی نہیں سکتا اس کے لئے جماعت کا فرض ہے کہ اس کا اس کو گزارہ دیں۔ مثلاً نابینا ہیں۔ یورپ میں تو میں نے بتایا ہے کہ اس قسم کے لوگوں کے کمانے کے لئے بھی کام نکالے گئے ہیں مگر یہاں پر چونکہ ایسا کوئی انتظام نہیں ہے کہ نابینا اور اپاہج وغیرہ بھی اپنی روزی آپ کما سکیں۔ جیسا کہ بعض دیگر ممالک میں۔ ہمارا صرف یہ کہنا کہ ایسے لوگوں کے لئے بھی کام نکل آئے ہیں ہم کو ذمہ داری سے سبکدوش نہیں کر سکتا۔ ذمہ داری سے ہم تب ہی سبکدوش ہو سکتے ہیں کہ ان کے لئے بھی ایسے

کاموں کی تلاش کی جائے اور ایسے کام مہیا کئے جائیں جن کو وہ لوگ بھی کر سکیں۔ اس لئے موجودہ حالت میں ایسے لوگوں کو جو کہ بالکل کوئی کام نہیں کر سکتے دوسروں سے الگ کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ مجبور ہیں۔ ان کا حق ہے کہ جماعت ان کا بوجھ اٹھائے۔ اگر کوئی جماعت اپنے اس قسم کے معذور افراد کا بوجھ نہیں اٹھاتی تو وہ معزز جماعت کہلانے کی مستحق نہیں۔ بلکہ وہ مردہ جماعت ہے۔ وہ لوگ ایسے ہی روزی دیئے جانے کے مستحق ہیں۔ جیسا کہ ایک سارا دن محنت کرنے والا شخص۔ آنحضرت ﷺ نے ایک جہاد کے سفر میں فرمایا کہ کئی لوگ ایسے ہیں کہ تم کسی وادی سے نہیں گزرتے کہ وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں اور کوئی اجر نہیں جو تم کو ملتا ہو اور وہ ان کو نہ ملے۔ حالانکہ وہ اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ صحابہ نے سوال کیا کہ جب انہوں نے ہمارے ساتھ سفر نہیں کیا ہماری تکلیفوں میں وہ شریک نہیں ہوئے وہ گھر بیٹھے اس اجر میں کیسے شریک ہو گئے۔ آپ نے فرمایا ان کا تمہارے ساتھ سفر نہ کرنا اور تمہاری تکلیفوں میں شریک نہ ہونا اس لئے نہیں کہ وہ طاقت رکھتے تھے اور پھر وہ شریک نہیں ہوئے۔ بلکہ اگر ان کی آنکھیں ہوتیں، ان کے ہاتھ ہوتے ان کے پاؤں ہوتے تو وہ بھی تمہارے ساتھ جہاد کے لئے نکلتے۔ وہ تو دل میں کڑھتے ہیں۔ مگر کچھ کر نہیں سکتے مجبور ہیں۔ اس سے ہم کو ایک قاعدہ ہاتھ لگتا ہے اور وہ یہ کہ جو اس قسم کے معذور اور مجبور ہیں۔ وہ ہمارے پیسوں کے اسی طرح مستحق ہیں جس طرح کہ ایک محنتی محنت کر کے ہم سے پیسے لینے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ جو مدینہ سے باہر نہیں جا سکتے تھے شریعت کی رو سے خدا کے انعاموں اور اس کے پیدا کئے ہوئے خزانوں پر ان کو ایسا ہی حق دیا گیا ہے جس طرح کہ ایک محنتی سارا دن محنت کر کے ان پر حق حاصل کرتا ہے۔ پس ان تینوں قسم کے لوگوں کی فہرست کو مکمل کیا جائے اور یہ کام امور عامہ کا ہے (آپ نے صیغہ جات کے افسروں کو مستعدی اور کام کی فکر رکھنے اور کام کرنے کی لگن اور اپنے اندر ایک دھن پیدا کرنے کی نہایت مؤثر پیرایہ میں توجہ دلائی۔) فرمایا اصل ایمان یہ ہے کہ دست در کار اور دل با یار ہو۔ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ ہے وہ کوئی کام نہیں کرتا۔ کیونکہ خدا کی محبت ایسی نہیں کہ کوئی دوسری بات بھی یاد رہے۔ اس لئے وہ تو اخلاقی علمی یا سیاسی نگرانی چھوڑ کر گوشہ خلوت میں یاد الٰہی میں لگے رہتے ہیں۔ میں ایسے شخص کو بزرگ نہیں سمجھتا۔ جو مصلّٰی بچھا کر اللہ اللہ کرتا رہتا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک بزرگ وہ ہے جو اخلاقی نگرانی کرتا ہے۔ علمی نگرانی کرتا ہے۔ سیاسی نگرانی کرتا ہے۔ منظم جماعتوں کے افسروں کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسا کریں۔ جو ایسا نہیں کرتا آنحضرتؐ نے اس کو قابل الزام ٹھہرایا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔

ولنفسک علیک حق ولزوجک علیک حق ولضیفک علیک حق۱؎ تو حقوق دنیاوی بھی عبادات ہیں۔ بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنے والا بھی عبادت کرتا ہے۔ ایک مصلیٰ پر بیٹھنے والا تو یہ دیکھ کر کہہ دے گا کہ یہ کیسا عیاش آدمی ہے۔ مگر آنحضرتؐ نے اس کو بھی (اگر وہ احتسابا" کرتا ہے۔) عبادت ٹھہرایا ہے۔ اس کا ایسا ہی اجر ہے جیسے اس نے نماز پڑھی۔ آنحضرت ﷺ کی ایک بیوی نے گلاس سے پانی پیا۔ آپ نے بھی اسی جگہ اپنا منہ رکھ کرپانی پیا اس رنگ میں بیوی سے محبت کا اظہار کرنے کو بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو اس کو عیاشی کہیں گے۔ مگر احتساباً یہ نیکی اور عبادت ہے۔ اس لئے میں افسروں کو توجہ دلاتا ہوں کہ محنت سے کام کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان لوگوں کے لئے کام کا مہیا کرنا ضروری ہے جس پر ان کو لگایا جائے۔ لیکن یہ کام نہ میں کر سکتا ہوں اور نہ محکمہ کر سکتا ہے۔ بلکہ یہ کام جماعت کا ہے۔ مختلف پیشے کرنے والے اور جاننے والے جماعت میں موجود ہیں۔ (نجار ہیں۔ سنار ہیں۔ لوہار ہیں) یہ دوسروں کو کام سکھا سکتے ہیں۔ یا کام کی جگہ نکال سکتے ہیں۔ یا بڑی بڑی منڈیوں میں کاموں کی .بعضوں کو واقفیت ہوتی ہے۔ یا ایسے پیشے جن کو معلوم ہوں کہ جو قادیان میں رہتے ہیں وہ یہاں رہ کر بھی ان کے ذریعے کما سکیں تو وہ ان علوم اور ہنروں اور پیشوں سے مجھ کو یا امور عامہ کو اطلاع دیں۔ اور جن کو پیشے اور ہنر آتے ہیں وہ دوسروں کو سکھائیں۔ بعض دوسروں کو اپنا کام سکھانے میں بخل کرتے ہیں حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ وہ اپنے ایک کمزور بھائی کو اپنا کام سکھا کر اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ اگر ایک جگہ ایک احمدی وکیل ہے تو دوسرے دس وکیل اس سے دشمنی کریں گے۔ اور ہر ایک کے آگے اس کے خلاف رائے دیں گے۔ لیکن اگر ایک کی جگہ ضلع میں دو احمدی وکیل بھی ہوں تو پھر ایک آواز تو کم از کم اس کے حق میں بھی پیدا ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر کسی جگہ ایک احمدی نجار ہے۔ تو لوگ اس سے بائیکاٹ کر سکتے ہیں اور دوسرے دس اس ایک کے کام کو سنبھال سکتے ہیں۔ لیکن اگر کئی احمدی نجار ہوں تو پھر وہ لوگ ان سے کام کروانے پر مجبور ہوں گے۔ کیونکہ دوسرے ان کے کام کو سنبھال نہ سکیں گے۔ پس ان کے لئے کام مہیا کرنا یا ان کو کام سکھانا اپنی مدد آپ کرنا ہے۔ تیسرے جو ملازم ہیں اور محکمہ جات میں رسوخ رکھتے ہیں وہ اپنی جماعت کے بیکاروں کے لئے کام نکالیں۔ پہلے بھی میں نے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ بعض مسلمان جو کسی عہدہ پر ہوتے ہیں اور ان کو رسوخ حاصل ہوتا ہے وہ مسلمان کے لئے ملازمت کی کوئی جگہ اس لئے نہیں نکالتے کہ لوگ ان کو متعصب کہیں گے۔ حالانکہ ایسا خیال کرنا ان کی بیوقوفی ہے۔ اپنی قوم کی جو شخص مدد نہیں کرتا وہ انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔ اس لئے ہماری جماعت کے ملازمین کو اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیے۔ مثلاً ایک اکسٹرا اسسٹنٹ احمدی ہے۔ یا تحصیلدار

ہے۔ وہ اپنے محکموں میں اپنے بے روزگار احمدیوں کے لئے جگہ نکال سکتے ہیں اور وہ متعصب نہیں کہلا سکتے۔ کون ہے جو دیانت داری سے کہہ سکتا ہے۔ کہ اس کا بیٹا اگر لکھ پڑھ جائے تو وہ ڈپٹی کمشنر یا لاٹ صاحب یا دیگر افسروں کے سامنے اس کی سفارش کو تعصب قرار دے۔ تو پھر وہ اپنے ایک احمدی بھائی کی سفارش اور اس کے لئے کام نکالنے میں کیا متعصب کہلا سکتا ہے۔ اگر وہ اپنے بھائی یا بیٹے کی سفارش کر کے متعصب نہیں ہوتا بلکہ حقدار کو حق دلواتا ہے تو ایک احمدی کی وہ سفارش کر کے کیوں متعصب کہلا سکتا ہے۔ جس کی محبت بھائی کی محبت سے کم نہیں۔ یہ فطرتی بات ہے اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ ہاں یہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی احمدی افسر حقدار کا حق تلف کر کے کسی احمدی کو دلوا دے۔ مثلاً ایک ہندو کے مقابلہ میں ایک احمدی جو کام نہیں کر سکتا اگر وہ ایسی حالت میں ہندو کو چھوڑ کر احمدی کو کام پر لگاتا ہے تو وہ تعصب سے کام لیتا ہے۔ لیکن اگر قابلیت کے لحاظ سے دونوں مساوی ہیں۔ تو پھر اگر وہ احمدی کو ترجیح نہیں دیتا تو وہ احمق ہے۔ قوم کا دشمن ہے۔ اس کو چاہیے کہ ایسی حالت میں احمدی کو ترجیح دے۔ پس مختلف صیغوں کے افسروں اور کارکنوں کو اپنے احمدی بھائیوں کے لئے جگہیں نکالنی چاہئیں۔ مثلاً تحصیلدار عرائض نویس اور نقل نویس کی جگہ نکال سکتے ہیں۔ جس میں شدھ بدھ اردو بھی کام دے جاتی ہے۔ ذرا ہوشیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور پھر وہ خوب کمانے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح دفتروں میں ایسی جگہیں خالی ہوتی ہیں کہ ایک بی۔اے دوسری جگہ ستر اسی سے زیادہ نہیں پا سکتا مگر ایک انٹرنس پاس وہاں دو دو سو اور پانچ پانچ سو پا سکتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ کوشش کر کے کام نکالیں اور مرکز میں اطلاع دیں تا وہ نہ صرف اپنا بوجھ آپ اٹھائیں بلکہ سلسلہ کے لئے بھی وہ مفید ہو سکیں اور وہ اپنی جماعت کے ایسے لوگوں کی مدد کر کے اپنی مدد کریں گے اور ان کی بھی حکومت بڑھے گی۔ میں اپنے فرض سے صرف ان باتوں کی طرف جن کا میں نے ذکر کیا ہے توجہ دلا کر سبکدوش نہیں ہو سکتا بلکہ جو لوگ کام کرتے ہیں لیکن پورا نہیں کرتے۔ یا وہ زیادہ سے زیادہ محنت کر کے نہیں کرتے۔ ان کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ زیادہ محنت سے کام کریں اور جن کو کوئی مفید پیشے معلوم ہوں یا سکھا سکتے ہوں یا وہ ملازم ہوں۔ رسوخ رکھتے ہوں تو وہ اس سے اپنے بھائیوں کو فائدہ پہنچائیں تا وہ بھی جماعت کی ترقی اور سلسلہ کی اشاعت کے لئے مفید ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے کہ ہم کمزوروں کی مدد کریں اور دیانت داری اور امانت کے ساتھ کام کر کے بھائیوں کو نفع پہنچائیں اور ہماری محبت آپس میں ایسی ہو جیسے سگے بھائی باہم محبت رکھتے ہیں۔

(الفضل ۱۴ فروری ۱۹۲۵ء)

۱۔ بخاری کتاب الادب باب حق الضیف